Conclusion

ماحصل

عصمت چغتائی کا نام سنتے ہی ہمارے ذہن میں ایک ایسی خاتون کا تصور ابھرتا ہے۔ جو صاف دل، نڈر، بڑی خوددار، اور باغی ہے۔ دراصل عصمت کے افسانوں کی تشکیل میں جو باغیانہ شعور ملتا ہے وہ ترقی پسند ادبی تحریک کی دین ہے۔ انہوں نے زندگی کے ہر پہلو میں اپنی شخصیت اور فن سے قاری کو متاثر کیا۔ اور اس میں پختگی بھی ہے۔ متوسط مسلمان گھرانوں اور نچلے طبقے کے لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں ان کا موضوع ہیں۔ اس طبقے کی نفسیات پر انہیں عبور حاصل ہے۔ متوسط مسلم گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ اس وجہ سے ان کے مسائل سے بخوبی واقفیت رکھتی تھیں۔ وہ جو کچھ دیکھتی ہیں قارئین کو دکھانا چاہتی ہیں۔ وہ سماج کی برائیوں اور عیبوں کو ظاہر کرکے ان کا علاج کرنا چاہتی ہیں۔

عصمت چغتائی نے سماج کا گہرائی سے مشاہدہ و مطالعہ کیا ہے۔ ان کی وسیع النظری نے اپنی تخلیق کو پورا پورا انصاف دیا ہے۔ عورتوں کی نفسیات کو بہت اچھی طرح سمجھتی ہیں۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ ''میں نے نفسیات کی سب سے بڑی کتاب یعنی زندگی کو پڑھا ہے۔'' اور نفسیات ان کا پسندیدہ موضوع رہا ہے۔ عصمت پہلی خاتون ہیں کہ جنہوں نے عورتوں کی نفسیات کی طرف توجہ دلوائی ہے۔ سماج کے پردے کے پیچھے ہونے والی برائیوں کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جس کی مثال ''لحاف'' ان کا شاہکار افسانہ ہے۔ ننھی کی نانی، چوتھی کا جوڑا بھی قابل قدر افسانے ہیں۔ ان لڑکیوں کے حالات سے آگاہ کروایا ہے جن کی خواہشوں کو کچل دیا جاتا ہے۔ جہیز جیسے سنگین مسائل پیش کرکے غریب طبقے کی جیتی جاگتی تصویریں دکھائی ہیں۔ عصمت نے تقریباً پچاس سال پہلے جن معاشرتی و سماجی مسائل کو تحریر کیا ہے وہ آج بھی کہیں نہ کہیں اسی شکل میں موجود ہیں۔ اس ترقی یافتہ دور

میں ہندوستان نے بھی ترقی کی ہے۔ ہم جنسی تعلق کو گورنمنٹ نے جائز قرار دیا۔ اسی موضوع پر لکھے گئے ''لحاف'' پر عصمت پر فحاشی کاالزام لگایا گیا تھا۔ عصمت نے افسانے نہیں لکھے بلکہ اپنے اردگرد کے ماحول پر پڑےنقابوں کو بے نقاب کیا ہے۔ درمیانی طبقے کے مسلم گھرانوں میں دبی ہوئی عورتوں کےمسائل کو پیش کیا ہے۔ جو دیکھا وہی مخصوص انداز میں لکھا۔ عصمت کی زبان گھروں میں بولی جانے والی روزمرہ کے مکالمے ہیں۔ اسی زبان میں لکھا جو وہ خود بولتی تھیں یا اردگرد کے ماحول میں بولتے سنا تھا۔ یہ زندہ زبان ہی انکے افسانوی ادب کی شناخت ہے۔

عصمت نے بچپن ہی سے اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی بنا پر عورت کی پسماندگی اور بےبسی و لاچاری کو محسوس کیاہے۔ اپنے فن کے ذریعے آواز بلندکی۔ صدائے حق کی بلندبانگ آخری دم تک ابھرتی رہیں۔ سارے فن میں عورت کی زندگی کے ہر پہلوکی محرومیوں کا مؤثر ذکر ملتاہے۔ انہیں اس بات کا احساس تھا کہ ہمارےمعاشرے میں عورت کی خستہ حالی کی وجہ اس کی غلامی ہے۔ تبھی اسے نجات مل سکتی ہےجب وہ پڑھ لکھ کر قابل بننے کی صلاحیت پیدا کریں۔ چار دیواری میں رہ کر عورت روزی روٹی کی خاطر نکلنے اور نااہل شوہر پر اکتفا و اعتماد کرنے میں ہی اپنی بہتری سمجھتی ہے۔

عصمت کے ادبی نقطۂنظر کا جائزہ لیتے ہوئے یہ پتہ چلتاہے کہ انہوں نے شعور کی ابتداء ''فسادی'' کہانی سے کی۔ بلاشبہ ان کے لاشعور میں ان کے گھر کا ماحول اثر انداز تھا۔ کیونکہ ان کے بڑے بھائی عظیم بیگ چغتائی مزاح نگار تھے۔ اسکول کے زمانے سےعصمت نے لکھنا شروع کیا اور بہت جلد نثرنگاری میں اپنا نام روشن کیا ہے۔

عصمت کا ادبی نقطۂ نظر واضح تھا۔ وہ ادب کے ذریعے معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتی تھیں، اور ساتھ ہی قارئین کو بھی تسکین پہنچانا چاہتی تھیں۔ طنز و تشنے ان کے افسانوی ادب کی خصوصیت بن گئے۔ جنہیں عوامی زندگی سے قریب کردیا اور وہ اپنے معاصر اور اہل قلم سے بلند و ممتاز نظر آنے لگی۔ گھروں کی زندگی کے علاوہ سیاست، مذہب وقومی یکجہتی کے تصوّر سے جدید دنیا کو روشناس کرایا۔

دیگر معاصرین کا تقسیم ہند کے بعد ہندوستان چھوڑ کر چلے جانے پر مخفی تھیں۔ دس بھائی بہنوں میں عصمت کا نمبر دسواں تھا۔ دیگر بھائی بہن مع کنبہ ہجرت کرگئے لیکن عصمت وطن دوست ثابت ہوئیں۔ وطن پرستی ان کی خوبی تھی۔ ان کی ساری زندگی ہند و مسلم اتحاد کا نمونہ تھی۔ بچپن میں نوکر سے ہند و مذہبی کتابوں کے پاٹھ (درس) سننا اور ہندو سہلیوں سے دوستی بر قرار رکھنا اور ان کے تہواروں میں شریک ہونا، بچیوں کی شادی غیر مذہب میں کرنا قومی یکجہتی کا عمدہ نمونہ پیش کرتاہے۔ ایسے کئی کارناموں کی وجہ سے وہ آج بھی مشہور ہیں۔

عورتوں کے متعلق خصوصاً جوان لڑکیوں کے بارے میں انہوں نے ''تل'' ''بھول بھلیاں'' ''پردے کے پیچھے'' جیسے افسانے بھی لکھے۔ جس میں ابتدائی جنسی پہچان کو پیش کیا گیاہے۔ عورت اور مرد کے رشتے کی وضاحت کے لئے ''لحاف'' ''گیندا'' ''بھابھی'' وغیرہ افسانے ہیں۔ ''بچپن'' ''بچھو پھوپھی'' ''بہو بیٹیاں'' ان کے ذاتی حوالے ہیں۔ ان کا تصورِ عورت اپنے ماحول پر مبنی ہے۔ جسے انھیں قریب سے سمجھنے کا موقع ملا۔ نچلے طبقے کی انتہائی مجبوری ''دوہاتھ'' ''چوتھی کا جوڑا'' افسانے میں ہیں۔ غربت کی وجہ سے لڑکی کی شادی نہ ہونا۔ روٹی کی لالچ میں بے جوڑ شادی ایسے بے شمار نفسیاتی مسائل ہیں ہر قسم کی قربانی دے کر بھی عورت قصوروار

ٹھہرتی ہے پڑھی لکھی عورت اگر شوہر کی بیماری کی وجہ سے گھر کا بوجھ اٹھاتی ہے تو شوہر احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور عورت دنیا کی لعن طعن کا شکار ہوتی ہے۔ عصمت نے مسلم جاگیردارانہ ماحول کی کنیزوں کی زندگی پر بھی نظر ڈالی ہے۔ ''بدن کی خوشبو'' ''باندی'' کے بعد جاگیردارانہ نظام کا شکار ہونے والی لڑکی ''ننھی کی نانی'' کی ننھی بھی ان کے یہاں موجود ہیں۔ عصمت کے نسوانی کرداروں میں متوسط طبقے کی پردہ نشین مسلم خواتین ہیں۔ ان پڑھ تعلیم یافتہ، بوڑھی، بچی، شادی شدہ۔ کنواری۔ عورتوں کی جنسی زندگی کی صداقتیں ہیں۔ مردوں کے وصال کے بغیر عورتیں خود کو ادھوری محسوس کرتی ہے۔ شوہر کی خدمت گزاری اپنا فرض سمجھتی ہیں۔

عصمت نے [illegible] ایک کردار سچی ہندوستانی عورت کو پیش کیا ہے جو زندگی کی کھردری سچائیوں کا سامنا کرتی ہے۔ حالات کے تحت وہ بدلتی ہے۔ حالات کے نشیب و فراز کے باوجود عورت کہیں نہ کہیں اپنی فطری ماہیت پر قائم رہتی ہیں۔ عصمت چغتائی نے عورت کے مسائل کو احساس کی شدت کے ساتھ عورت ہی کے زاویہ نگاہ سے پیش کیا ہے۔ عنفوان شباب کے منازل سے گزرتی ہوئی لڑکیوں کے نفسیاتی پیچ و خم اور جنسی پیچیدگیوں کی ماہرانہ واقفیت کو انھوں نے پوری بے باکی کے ساتھ فن کا اعتبار بخشا ہے۔ بقول احتشام حسن :

''عورتوں کی بول چال ان کا رہن سہن انکی خواہشوں اور تمناؤں کی عکاسی عصمت سے اچھا کوئی نہیں کر سکتا''۔ (۱)

(۱) ڈاکٹر پرویز شہریار۔ منٹو اور عصمت کے افسانوں میں عورت کا تصور ص-۲۷

عصمت کے یہاں جنس اہم موضوع ہے جنسی تعلقات کے جتنے پہلو ممکن ہوسکتے ہیں ان پر عصمت کے افسانے موجود ہیں۔ شادی سے پہلے کی جنسی بے راہ روی کی بدنما تصویریں ''گیندا'' اور ''تاریکی'' میں ہیں۔ اونچے طبقے کے صاحب زادوں کی بدکاریاں اور اونچے گھرانوں کی فیشن ایبل عورتوں کے بہکتے ہوئے جنسی رویوں کو ''خدمت گار'' میں بیان کیا ہے۔ بے سہارا لڑکیوں کی جنسی غلط روی کو بھی پیش کیا ہے۔ جنس کا شکار مرد اور عورت کی مثال ''لحاف'' میں ملتی ہے۔ لڑکیوں کی گھٹن اور گھبراہٹ کو عصمت نے موثر ڈھنگ سے روشن کیا ہے۔

عصمت کے افسانوں میں بیان ہونے والی متوسط طبقے کی مسلم عورتوں کی زندگی اب بدل چکی ہے اب وہ زمانہ نہیں رہا حالات اب پہلے سے کئی زیادہ سنبھل چکے ہیں۔ عورتیں ترقی کررہیں سوسائٹی میں انہیں عزت و انعام مل رہے ہیں۔